سید محی الدین قطب ویلوری

محمد سخاوت مرزا قادری (بی اے ایل ایل بی عثمانیہ)

اسم گرامی و سلسلۂ نسب :- سید شاہ عبداللطیف[1] ثالث نام شاہ محی الدین قطب ویلوری (مدراس) سادات نقوی ابن سید شاہ ابوالحسن قادری المتخلص بہ محوی ابن سید شاہ محی الدین عبداللطیف المتخلص بہ ذوقی، ابن سید رکن الدین محمد المعروف بہ سید شاہ ابوالحسن قربی۔ ابن سید شاہ عبداللطیف قادری بیجاپوری ابن میراں سید ولی اللہ ابن شاہ عبداللطیف المعروف بہ باپوجی گجراتی ثم بیجاپوری۔

اجداد قطب ویلوری :- آپ کے اجداد میں سے ایک بزرگ سید محمد تھے۔ جو مدینہ منورہ اور بغداد سے کشمیر تشریف لائے۔ یہ بزرگ اس خانوادے کی چودھویں پشت میں تھے۔ قرائن یہ ہیں کہ وہاں یہ خاندان تقریباً ایک صدی تک متوطن رہا۔ اس کے بعد بیسویں پشت کے بزرگ مولانا سید عبدالفتاح نے کشمیر کو خیرباد کہا اور وہ دہلی وارد ہوئے۔[2]

---

[1] حضرت سید محی الدین قطب ویلوری نے شاہ محمد اسحاق محدث دہلوی سے علم حدیث کی سند حاصل کی تھی اس لحاظ سے موصوف شاہ عبدالعزیز دہلوی کے ایک واسطے سے شاگرد ہیں اور ان کا شمار سلسلہ شاہ ولی اللہ میں کیا جاسکتا ہے۔

[2] رسالہ اردو (انجمن ترقی اردو پاکستان) جولائی ۱۹۵۲ء ص۔ مضمون احقر بحوالہ جواہر السلوک مصنفہ قطب ویلوری۔

اسی خاندان کے ایک بزرگ سید برہان الدین نے عراق کے شہر نجف سے نقل وطن کرکے احمد آباد گجرات میں مستقل سکونت اختیار کرلی اور یہیں وہ واصل بحق ہوئے ان کے صاحبزادے قاضی سید اسمٰعیل گجراتی بلحاظ علم و فضل اکابر اولیاء گجرات سے تھے۔ اور حضرت سید عالم شاہ بخاری گجراتی (م ۸۸۸ھ) کے دیکھنے والے اور خلیفہ تھے۔ ان کے فرزند مولانا سید عبدالفتاح [1] وہ مشہور بزرگ ہیں جن کی شرح مثنوی مولانا روم اور شرح جام جہاں نما ہے۔ غرض حضرت قطب ویلوری کے جد اعلیٰ ساتویں آٹھویں صدی ہجری میں پہلے کشمیر آئے۔ یہ سلاطین تغلق کا زمانہ تھا۔ آپ کے جد محترم سید عبداللطیف عرف باپوجی گجرات ہی سے بزمانۂ سلطان محمد عادل شاہ (۱۰۳۷ / ۱۰۶۷ھ) بیجاپور تشریف لائے آپ کے تقدس علم و فضل اور رواداری کی وجہ سے اہل مہاراشٹر یعنی مرہٹے انہیں باپوجی کے نام سے یاد کرتے تھے، اور صبح کے وقت آپ کے قدمبوس ہونا باعث برکت سمجھتے تھے۔ سلطان محمد عادل شاہ نے چند مواضعات نذر کئے اور چار ہون (اشرفی) بطور یومیہ وظیفہ مقرر کیا۔

سید عبداللطیف (پدر مولانا ابوالحسن قربی اور جد امجد صاحب زیر ترجمہ) عالمگیر کی وفات کے بعد بیجاپور سے شاہنور ضلع بلگام (احاطہ بمبئی) چلے آئے، پھر وہاں سے شہر سرا اور وہاں سے ۱۱۳۲ھ میں آرکاٹ (علاقہ مدراس) آکر مستقل طور پر آباد ہوگئے۔ ڈھائی سو سال سے یہ خاندان جنوبی ہند میں علوم دینیہ کی اشاعت و ترویج میں مصروف ہے مولانا ابوالحسن قربی کی جدہ محترمہ [2] حضرت پیران پیر شیخ عبدالقادر جیلانی کی اولاد میں سے تھیں۔ سلاطین بہمنیہ کے زمانے میں ان کے جد اعلیٰ سید یوسف ابن سید احسن الدین نجف اشرف سے گلبرگہ شریف دکن آئے تھے۔ ان کی اولاد و احفاد میں مولانا سید یونس شرف جہاں اور مولانا سید عبدالرحمن اشرف جہانگیر اور سید یونس ثانی گلبرگہ شریف میں اور مولانا سید شمس الدین بہاؤالدین عارف اور سید عبدالقادر عرف بہہ یوسف ثانی اور سید بدرالدین حبیب اللہ محمد آباد بیدر میں، جو سلاطین بہمنیہ و بریدیہ کا پائے تخت تھا، مدفون ہیں۔ سید شاہ ابوالحسن بیجاپور چلے آئے، جنکی ایک تالیف انساب میں مخزن السلاسل مشہور ہے۔

---

[1] شرح مثنوی مولانا روم مؤلفہ میر عبداللہ رضوی مخطوطہ کتب خانہ سالارجنگ کا ماخذ شرح سید عبدالفتاح بھی ہے

[2] جواہر السلوک مصنفہ قطب ویلوری مطبوعہ۔ مراۃ احسن فی مناقب ابی الحسن (قربی) مؤلفہ باقر آگاہ (عربی) مخطوطہ

مولانا قربی میراں سید ولی اللہ کے پوتے اور میر ابوالقاسم خاں الملقب بہ ولایت خاں عظیم آبادی کے نواسے تھے۔

مولانا سید ابوالحسن قربی[1] (۱۱۱۷ھ / ۱۱۸۹ھ) حضرت قطب ویلوری کے پردادا۔ بڑے عالم فاضل اور عارف کامل تھے۔ ان کے سینکڑوں شاگرد مدراس کے اضلاع اور مضافات میں پھیلے ہوئے تھے۔ فاضل اجل علامہ محمد باقر آگاہ آپ کے ارشد تلامذہ میں سے تھے۔ مولانا قربی اردو اور فارسی کے جید شاعر اور صاحب تصنیف و تالیف تھے تبرکاً آپ کا کہا ہوا ایک بند بطرز بیدل ہدیۂ قارئین ہے جس کی بحر اکفف الخیل و صوت الناقوس ہے۔

رنگ رانی جگ گلفام ہوئی　　　مدماتی مے آشام ہوئی[2]
گل نرگس رنگیں جام ہوئی　　　من جیون کو آرام ہوئی
یک در سن میں کے کام ہوئے

دکنی کلام بڑا عارفانہ اور محققانہ ہے۔

پابوس سوں عالم کے، توقیر نہیں آتی　　　بندے کوں عنایت سوں توقیر خدا دیتا

وحدۃ الوجود اسلامی

بندہ سو بندہ، رب سو رب، نہیں عبد رب
رب نہیں ہے عبد، مذہب منے عشاق کے یوں بوج کر اللہ سب

خدا ہونا بی مشکل ہے　　　بندہ ہونا بی مشکل ہے
سمجتا ہے یو نکتے کوں　　　جو عارف صاحب دل ہے

مولانا سید شاہ محی الدین عبداللطیف المتخلص بہ ذوقی (۱۱۵۱ھ / ۱۱۹۴ھ) حضرت قطب ویلوری کے جد امجد تھے۔ آپ عارف کامل و جامع علوم ظاہری اور فارسی کے باکمال شاعر تھے۔ قصائد میں عرفی کا اور مثنوی میں نظامی گنجوی اور مولانا جامی کا رنگ تھا۔

---

[1] گلدستۂ کرناٹک فارسی، قلمی ص۳۲ و۔ مثنوی مطلع النور اردو مطبوعہ مولفہ عبدالحی واعظ بنگلوری

[2] دیوان اردو مولانا قربی۔ قلمی انجمن ترقی اردو کراچی۔

نانچہ مثنوی معجز مصطفےٰ سیرت نبوی میں نظامی کی پیروی کی ہے۔ اس کے سات ہزار دو سو ابیات ہیں۔ قصہ شیریں کے دو ہزار اشعار ہیں۔ اور قصائد بجواب عرفی پانچ ہزار ابیات پر مشتمل ہیں۔ غرض پ کے تقریباً نوّے ہزار بیت محفوظ ہیں۔ آپ نے پچاس کتب تصنیف فرمائیں۔ بعض تالیفات ن لغت میں بھی ہیں۔ مثلاً غرائب اللغات (غیر منقوط الفاظ) اور جامع عجائب مرکب الفاظ کی ینج و تشریح ہے۔ "غاب قطب الامجاد" مادۂ تاریخ وفات ہے مولانا باقر آگاہ کے طویل قطعہ کا نری شعر یہ ہے [1]

تاریخ رحلتش چو طلب کردم از سروش
گو، ہمدم حکیم نظامی، ندا رسید
۱۱۹۴ھ

حضرت قطب ویلوری کے والد ماجد سید شاہ ابوالحسن ثانی ویلوری المتخلص بہ محویؔ (۱۱۸۶ھ / ۱۲۴۳) عقائد، فقہ، تفسیر، حدیث، سیرت، طبابت اور حقائق و سلوک میں کمال حاصل تھا۔ نثر فارسی ز چہار مقالہ خوب لکھتے تھے۔ بڑے صاحبِ قال و حال بزرگ مہمان نواز اور مخیر تھے۔ اللہ کی راہ میں یک لاکھ نقد اور سات سو گھوڑے غربا و فقرا کو تقسیم کئے۔ اکثر جذب غالب رہتا تھا۔ دکنی زبان میں بعض رسائل تصوف یادگار ہیں۔ مثلاً تفصیل المراقب فی المدار المراقب۔ رسالہ ذکر وجود و مراتب وجود سائل عالم ارواح و عالم مثال وغیرہ۔ بعمر ۷۵ سال ۱۲۴۳ھ میں وفات پائی۔ "غاب قطب الزمان" ۱۲۴۳ھ ادۂ تاریخ وصال ہے [2]

سید شاہ عبداللطیف ثالث، الملقب بہ سید محی الدین قطب ویلوری آپ بتاریخ ۱۴ ر مادی الثانی ۱۲۰۷ھ / ۱۷۹۲ء بمقام محلہ سعید آباد ویلور (مدراس) پیدا ہوئے اور وہیں نشو و نما پائی الد ماجد حضرت محویؔ المتوفی ۱۲۴۳ھ کے زیر عاطفت تعلیم و تربیت پائی۔ انیس سال کی عمر یں فارغ التحصیل ہوئے۔ آپ علوم متداولہ عقائد و فقہ، اخلاق و انشا، صرف و نحو، منطق

---

[1] تذکرۂ گلدستہ کرناٹک قلمی ص ۲۲ مملوکہ احقر۔

[2] اقطاب ویلور ص ۳۴ مطبوعہ

وکلام۔ نظریات، عملیات، طبابت، ہیئت و ہندسہ، مساحت، علم الفرائض اور تصوف وغیرہ سے کما حقہ بہرہ ور تھے۔ بعد تکمیل علوم ۱۲۲۸ھ یعنی ۱۲ سال کی عمر میں قرآن حفظ فرمایا۔ ۱۲۳۲ھ میں مزید تکمیل علوم کے لئے اپنی والدہ محترمہ کے ہمراہ مدراس تشریف لے گئے، اور وہاں مولوی محمد علاؤالدین فرنگی محلی، برادرزادہ مولانا عبدالعلی بحر العلوم سے مزید علم کی تکمیل فرمائی۔ مولف اقطاب ویلور نے لکھا ہے کہ آپ علامہ باقر آگاہ اور مولانا عبدالعلی بحر العلوم سے بھی مستفید ہوئے تھے[1] مگر آپ کا ۱۲۳۲ھ میں مدراس جانا صحیح نہیں ہوسکتا اس لئے کہ اس وقت علامہ باقر آگاہ[2] (۱۲۲۰ھ) اور مولانا بحر العلوم (۱۲۲۵ھ) وفات پا چکے تھے۔ ممکن ہے کہ ۱۲۲۰ھ سے قبل مدراس گئے ہوں اور ان حضرات سے استفادہ علم کیا ہو۔ ؟ البتہ مولانا شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی سے تحصیل علوم دینیہ کا ارادہ تھا مگر بوجہ وفات والدہ مدراس کا موقعہ نہیں ملا ادھر شاہ عبدالعزیز بھی رحلت فرما چکے تھے[3] آپ جب ۱۲۶۰ھ میں زیارت حرمین کے لئے تشریف لے گئے تو وہاں حضرت شاہ اسحٰق دہلوی[4] سے ملاقات ہوئی۔ اور بزمانہ قیام حرمین ایک خواب دیکھا کہ کعبۃ اللہ میں ایک چھوٹا سا پودا نکل آیا اور وہ ایک سایہ دار درخت ہوگیا۔ آپ نے اس کی تعبیر حضرت شاہ اسحٰق سے دریافت کی۔ آپ نے فرمایا کہ آپ کو ایک فرزند صالح ہوگا۔ اور اس کی اولاد خوب پھولے پھلے گی اور عالم کو فائدہ پہنچے گا۔ غرض آپ نے شاہ اسحٰق محدث دہلوی سے علم حدیث کی تجدید کی، اور شاہ صاحب نے آپ کو سند حدیث عطا فرمائی جو یہ ہے۔

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

الحمد للہ رب العالمین والصلوٰۃ والسلام علیٰ سید المرسلین وعلیٰ آلہ واصحابہ اجمعین۔ امابعد فیقول العبد الضعیف الحقیر خادم علماء الاخلاق محمد اسحٰق، ان الفتح الجلیل، صاحب الفضل المبین

---

[1] اقطاب ویلور مطبوعہ

[2] تذکرہ حدیقۃ المرام عربی مطبوعہ

[3] تذکرہ علماء ہند مؤلفہ رحمان علی

[4] مقالات طریقت مؤلفہ مولانا عبدالرحیم ضیا مطبوعہ ص ۲۵۶

الشیخ محی الدین سلمہ اللہ الی یوم الدین، طلب منی اجازۃ بعض الکتب الحدیث، فاجزت لہ اجازۃ الکتب الصحاح الستۃ البخاری والمسلم وسنن ابی داؤد والجامع الترمذی وسنن النسائی وابن ماجہ القزوینی وایضاً اجزت لہ بمشکوٰۃ المصابیح والحصن الحصین للجزری، وحصل لی الاجازۃ والقراۃ لھذہ الکتب من الشیخ الذی فاق بین اقرانہ بالتمیز اعنی الشیخ عبدالعزیز رحمۃ اللہ تعالیٰ، وحصل لہ الاجازۃ عن والدہ الشیخ ولی اللہ المحدث الدھلوی العارف باللہ وحصل لہ الاجازۃ[1] عن والدہ الشیخ ابراہیم المدنی وباقی سند مذکور فی محلہ۔ حرر فی المکۃ المعظمۃ فی الشہر الجمادی الاولیٰ فی سنۃ ۱۲۶۲ الھجریۃ۔ علی صاحبھا الف الف صلوٰۃ۔

مہر

محمد اسحٰق
۱۲۵۸

(مقالات طریقت مؤلفہ مولانا عبدالرحیم ضیاء تلمیذ سید محی الدین ویلوری بحوالہ انتباہ وعجالہ نافعہ۔) ص ۲۰۶ ۔ ۲۵۶ ۔ مطبوعہ۔

سلسلۂ طریقت :۔ حضرت قطب ویلوریؒ کو اپنے جدامجد سید شاہ ابوالحسن قربی خلیفہ محمد مخدوم عبدالحق ساوی بیجاپوری سے دو واسطے سے خلافت حاصل تھی، جن کا سلسلۂ طریقت چشتیہ، حضرت میران جی شمس العشاق بیجاپوری خلیفہ شاہ کمال الدین بیابانی خلیفہ شاہ جمال الدین مغربی خلیفہ حضرت سید محمد حسینی گیسو دراز قدس سرہ، خلیفہ شیخ نصیرالدین چراغ دہلوی قدس اسرارھم تک پہنچتا ہے۔ نیز طریقہ قادریہ و رفاعیہ اور محمدیہ نقشبندیہ میں بھی اجازت تھی۔

---

[1] یہاں ناقل سے سہو ہو گیا ہے۔ دراصل شاہ ولی اللہ نے دوران قیام حجاز میں شیخ ابو طاہر مدنی سے استفادہ کیا تھا۔ اور وہ اپنے والد الشیخ ابراہیم کردی سے مستفید ہوئے تھے :۔ اس ضمن میں مولانا سندھی لکھتے ہیں :۔ " زمانۂ قیام حجاز میں سب سے بڑے استاد جن سے شاہ صاحب کو معنوی مناسبت پیدا ہوئی شیخ ابو طاہر مدنی متوفی ۱۱۴۵ھ تھے۔ شیخ موصوف زیادہ تر اپنے والد شیخ ابراہیم کردی متوفی ۱۱۰۱ھ کے تابع اور انہیں کے علوم و معارف کے حامل تھے" (شاہ ولی اللہ کا فلسفہ) (مدیر)

طریقۂ قادریہ - ایک سلسلہ میں بتوسط حضرت مولانا ابوالحسن بیجاپوری، حضرت میراں یوسف قدس سرہٗ گلبرگوی از اولاد حضرت غوث اعظم رضی اللہ عنہ تک پہنچتا ہے۔ دوسرا سلسلۂ قادریہ میر شاہ علی گنج گوہر خلیفہ شاہ پیر محمد قادری سے سلسلہ بہ سلسلہ شاہ ابراہیم ملتانی خلیفہ شیخ ابراہیم بھکری (سندھ) تک پہنچتا ہے۔ تیسرا سلسلہ بتوسط محمد مخدوم عبدالحق سادی، حضرت حاجی اسحٰق بیجاپوری تک۔ طریقۂ مجددیہ نقشبندیہ۔ مولانا ابوالحسن قربلی - حضرت شاہ رحمت اللہ نیلوری۔ نائب رسول اللہ قدس سرہٗ خلیفہ شیخ اشرف مکی و شیخ آدم بنوری خلیفہ حضرت مجدد الف ثانی قدس سرہٗ آپ کے جدِ امجد شاہ عبداللطیف ذوقی قدس سرہٗ (متوفی ۱۱۹۴ھ) اپنی تصنیف انشاء لطف اللہیؒ میں اپنے پدر بزرگوار حضرت قربلی کے متعلق تحریر فرماتے ہیں -

"خلافت نسبت شش خانوادہ دیگر صد و نود و یک سلاسل مطابق مخزن السلاسل"

"و نہ سلسلۂ دیگر نیز دادہ شد۔"

(مخزن السلاسل مؤلفہ سید ابوالحسن بیجاپوری قلمی کتبخانہ آصفیہ حیدرآباد میں ان سلاسل کی تفصیل موجود ہے)

معمولات:- حضرت قطب ویلوری نے اپنی زندگی مسلمانوں کی اصلاح اور تبلیغ دین میں گزاری۔ جمعہ کو عام مسلمانوں کے وعظ کی مجلس منعقد فرماتے اور منگل کے روز مستورات کے لئے پابندی کے ساتھ وعظ فرماتے۔ اور ہمیشہ علوم متداولہ کی درس و تدریس اور خاص مجلس میں اسرار و معارف کی تلقین کا شغل رہتا۔ آپ کے مواعظ میں ہزاروں کا مجمع ہوتا۔ بعض مفسد پردازوں نے آپ کے خلاف اتہام لگایا، اور حکومت کو باور کرایا کہ آپ سرکار انگریزی کمپنی کے خلاف عوام میں نفرت کے جذبات پیدا کر رہے ہیں۔ حکومت نے اس کے زیر اثر آپ پر مقدمہ چلایا، اور آپ کو نظر بند کر دیا۔ آپ شہر چتور کی جیل میں مقید رہے۔ اور وہاں بھی آپ کا وعظ و تلقین کا سلسلہ جاری رہا۔ آخر عدالت کی تحقیقات میں آپ بے گناہ ثابت ہوئے اور بری کر دیئے گئے۔ ہائیکورٹ کے جج نے ملکۂ وکٹوریہ کے پاس مقدمہ کی روداد بھیجی جس کے جواب میں ملکہ نے آپ کو معذرت نامہ بھیجا اور لکھا یہ مقدمہ کسی ذاتی عداوت پر مبنی نہ تھا وغیرہ۔ اس کے جواب میں آپ نے ملکہ وکٹوریہ کو اسلام کی حقانیت اور صداقت پیش کرتے ہوئے اسلام کی دعوت دی، جس پر ملکہ

لہ انشاء لطف اللہیؒ مؤلفہ سید غلام محی الدینؒ ذوقی جدِ قطب ویلوریؒ۔ قلمی کتب خانہ سالار جنگ (حیدرآباد دکن)

نے آپ کی حق گوئی کی داد دی۔ اور سو روپیہ وظیفہ مقرر کیا۔ آپ نے قبول نہیں فرمایا الغرض آپ نے تبلیغ اسلام میں بڑا حصہ لیا۔ اور نہایت جرأت کے ساتھ[1] ادھی آپ نے غیر مسلم مشاہیر عالم کو دعوت نامے بھیجے جو بزبان عربی، فارسی ہندی اور انگریزی میں مرتب کئے گئے تھے۔ ان میں سے تین دعوت نامے تو لندن بھیجے تھے۔ اس کے علاوہ راجگان ہند کو بھی اسلام کی دعوت دی۔ ایک مکتوب نواب سالار جنگ اول کو حیدرآباد دکن بھیجا تھا کہ اپنے ملک میں ضابطہ شریعت جاری کریں۔ نواب صاحب نے مکتوب پڑھ کر تعریف کی اہل کتاب کو آپ نے جو دعوت نامہ بھجوایا تھا اس کا ترجمہ یہ ہے۔

> ایہا العیسیون اے عیسوی لوگو! تھے عیسیٰ رسول اللہ کے اور بندے اوس کے، جیسے تھے موسیٰ اور محمد صلی اللہ علیہ وسلم رسول اللہ کے اور بندے اس کے، اللہ نے ان کی معجزوں اور نشانیوں کے ساتھ تائید کی، تاکہ سچ اور جھوٹ دعویٰ رسالت میں معلوم ہو جائے حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے مُردوں کو زندہ کیا، بیماروں اور کوڑیوں کو شفا دی۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے دریا کو پھاڑا۔ حضرت محمد صلعم نے شق القمر کیا کتاب عظیم لائے وغیرہ۔

بعض معاصرین۔

مولوی اسلمی[2] (محمد سعید) الملقب بہ سراج العلماء (متوفی ۱۲۷۲ھ) تلمیذ مولانا بحرالعلوم فرنگی محلی، مؤلف تفسیر مواہب الرحمٰن، و شرح تحفۂ اثنا عشریہ مصنفہ شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی۔

۲۔ افضل العلماء[3] مولوی ارتضا علی خاں خوشنود گوپاموی۔ قاضی القضاۃ (متوفی ۱۲۷۰ھ) تلمیذ مولانا حیدر علی سندیلوی و محمد ابراہیم ملباری ثم بلگرامی۔ نیز مرید و خلیفہ سعدی بلگرامی (سید غلام نصیر الدین) آپ کثیر التصانیف اور مدراس کے جگت استاد تھے۔ ایک کتاب ترجمہ شرح جامی بر کافیہ ابن حاجب ضخیم قلمی جامعہ عثمانیہ میں محفوظ ہے۔

---

[1] مقالات طریقت مؤلفہ عبدالرحیم ضیا۔ خلیفہ قطب ویلوری مطبوعہ ص ۲۶۷/۲۷۴ مطلع النور مولانا عبدالحی واعظ بنگلوری مطبوعہ

[2] تذکرہ حدیقۃ المرام (عربی) و علماء ہند مؤلفہ رحمٰن علی ص ۲۲ مطبوعہ

[3] تذکرہ معاصرین کے حالات کے لئے دیکھو حدیقۃ المرام مؤلفہ محمد مہدی واصف مدراس ۱۲۷۹ھ قلمی

۳۔ مولوی صبغۃ اللہ محدث، المخاطب بہ قاضی الملک بدر الدولہ (۱۲۱۰ / ۱۲۸۰ھ) تلمیذ بحر العلوم و مولوی علاؤ الدین فرنگی محلی (خواجہ تاش حضرت قطب ویلوریؒ) مصنف ہدایت السالک لموطاء امام مالک و حاشیہ شرح مواقف (عربی) و تفسیر فیض الکریم (اردو) فوائد بدریہ فی اسیر النبویہ وغیرہ۔ آپ چالیس پچاس کتابوں کے مصنف تھے۔

۴۔ محمد عبد اللہ المخاطب بہ بخشی الملک محتشم الدولہ (متوفی ۱۲۶۷ھ) تلمیذ بحر العلوم۔ مرید شاہ غفار خلیفہ شاہ عبد العزیز محدث دہلوی۔ مصنف اسماء الرجال صحیح مسلم وغیرہ۔

۵۔ مولوی جمال الدین احمد ابن مولوی علاؤ الدین فرنگی محلی (خواجہ تاش قطب ویلوری) شارح فصول اکبری۔ (متوفی ۱۲۷۶ھ)

۶۔ مولا محمد المعروف بہ خان عالم خان فاروقی (والاجاہی) (۱۲۰۷ / ۱۲۷۱ھ) اردو، فارسی، عربی، ترکی انگریزی کے فاضل اور اردو و فارسی کے شاعر، مرید و خلیفہ محمد علی واعظ رامپوری خلیفہ سید احمد شہید۔ مؤلف حاشیہ دیوان متنبی۔ آپ کا مولوی دلدار علی مجتہد لکھنوی اور عیسائی پادریوں سے مناظرہ رہتا تھا۔

۷۔ مولوی زین العابدین المعروف بہ سلطان میاں۔ صدر مدرس دار العلوم حیدرآباد دکن۔ (وفات ۱۲۹۱ھ)

مصنف انشاء مفیض[1] و طریق النجات ترجمہ اردو راہ نجات مصنفہ شاہ عبد العزیز محدث دہلوی۔

قیام حرمین۔

قطب ویلوری ۱۲۶۰ھ میں[2] زیارت حرمین کے لئے تشریف لے گئے، جہاں آپ کا قیام دو سال تک رہا۔ اور یہی زمانہ جیسا کہ ہم نے اوپر ذکر کیا حضرت شاہ اسحٰق محدث دہلوی سے استفادہ حدیث کا ہے۔ گویا آپ نے صحاح ستہ کو از سر نو دہرایا۔ اور اجازت حاصل فرمائی۔

آپ کی مدینہ منورہ میں گنبد خضرا پر اکثر حاضری رہتی۔ اور آپ اپنی التجائیں نبی اکرمؐ کے حضور

---

[1] انشا مفیض مطبوعہ حیدرآباد دکن (۱۲۹۲ھ)

[2] اقطاب ویلور ص۵۴ مطبوعہ بنگلور۔

میں بطور مناجات پیش کرتے۔ کہا جاتا ہے کہ ایک دفعہ دربانوں نے روکا تو آپ نے باآواز بلند فرمایا "السلام علیک یا جدّی" تو غیب سے سلام کا جواب ملا۔ وعلیک السلام یا ولدی۔

اسی طرح ایک روایت ہے کہ رجب کی ۲۷ کو تہجد کے وقت، کعبۂ مکرمہ میں فرشتوں کی اذان کا اعلان ہوا۔ آپ نے بھی شرکت فرمائی۔ بعض لوگ صرف شہادتین سنکر بے ہوش ہوگئے۔ اور بعض مسرت و مخمور ہوگئے فجر کی نماز کی امامت بایماء امام الائمہ مصلّی حنفی آپ نے کرائی۔

وادیٔ حمرا کے قیام کے زمانہ میں حسب خواہش شیخ القراء ان کی نواسی کا خطبۂ نکاح پڑھا۔ شیخ القراء نے مسرت میں فرمایا کہ "ہٰذا من عنداللّٰہ" ھذا من عنداللّٰہ" سالاتفا فلمنے کہا کہ اس گھاٹی میں زیادہ قیام نہ فرمائیں یہ ڈاکوؤں کی آماجگاہ ہے۔ آپ نے فرمایا۔ یہ تو مہبط جبرئیل روحی ہے میں ڈاکوؤں کے خوف سے اس مقام کو چھوڑ نہیں سکتا۔ غرض آپ حرمین میں بڑے ہردلعزیز رہے، اور وہاں تعلیم و تلقین سے اکثر لوگوں کو مستفیض فرمایا۔ بہت سے لوگوں نے آپ سے بیعت بھی کی۔ اور آپ نے بعض کو خلافت بھی عطا فرمائی۔ اور بعض کتب بمقام طائف تصنیف فرمائیں، جن کا ذکر آگے آتا ہے۔ سنہ ۱۲۶۲ھ میں وطن واپس ہوئے[1] اور حسب ایماء شاہ محمد اسحٰق محدث نکاح کیا۔ اس وقت آپ کی عمر پچپن سال کے لگ بھگ تھی۔ حضرت شاہ صاحب ممدوح نے آپ کا ایک خواب سنکر تعبیر کی تھی کہ تمہارے ہاں ایک فرزند صالح پیدا ہوگا۔ چنانچہ آپ کے صاحبزادے سیّد محمد الملقب بہ رکن الدین پیدا ہوئے۔ آپ اپنے وطن میں ۲۵ سال تک تصنیف و تالیف میں مصروف رہے۔

سنہ ۱۲۸۷ھ میں آپ دوبارہ زیارت حرمین کے لئے تشریف لے گئے۔ اور اس سفر میں جنوبی ہند کے بعض شہروں[2] اور اولیاء اللہ کے مزارات کی بھی زیارت فرمائی۔ مثلاً کڑپہ[3]، کرنول[4]، ادھونی، رائچور، اور گلبرگہ شریف گئے۔ گلبرگہ میں حضرت خواجہ سیّد محمد گیسو دراز کے مزار کی زیارت فرمائی، وہاں سے بمبئی پہنچے اور ۲ ذی قعدہ کو جدہ روانہ ہوئے۔ آپ کے فرزند اور بہت سے مریدین و معتقدین ساتھ تھے

---

[1] اقطاب ویلور ص۵۹ مطبوعہ بنگلور

[2] اقطاب ویلور ص۶۰-۶۱

[3] کڑپہ میں حضرت سیّد محمد شاہ میر مصنف اسرار التوحید اور آپ کے برادر خورد سید کمال الدین بخاری مصنف دیوان مخزن عرفان از احفاد مخدوم جہانیاں اوچی کے مزارات ہیں۔ (باقی حاشیہ ص۵۲ پر)

ادھونی اور رائچور بھی اولیاء اللہ کا مرکز رہے ہے۔ جہاں حضرت غوث اعظم کی اولاد و احفاد شاہ حضرت نبیرۂ قادری اور حضرت شاہ طاہر حموی کرنولی کے مزارات ہیں۔ یہ علاقے سلاطین بہمنیہ اور عادل شاہیہ کی مملکت میں شامل تھے۔ نیز ان مقامات کے امراء اور سربرآوردہ اشخاص سے بھی آپ نے ملاقاتیں کیں۔ غرض آپ اس طرح سیر و سیاحت فرماتے ہوئے ۳ ذی الحجہ کو جدہ اور ۶ ذی الحجہ کو مکہ معظمہ پہنچے۔ مناسک حج ادا کرنے کے بعد آپ علیل ہوگئے اور مرض ہی کی حالت میں ۸ محرم ۱۲۸۹ھ کو مدینہ منورہ پہنچے اور روضۂ اقدس نبوی کی زیارت سے مشرف ہوئے اور اپنے صاحبزادہ شاہ محمد رکن الدین کو خرقۂ خلافت سے سرفراز فرمایا۔ اور یہیں ۱۲ محرم کو پنجشنبہ کے روز بعمر ۸۱ سال آپکا وصال ہوگیا۔ اتفاق سے دوسرے روز جمعہ کو آپ کے ہمشیرزادہ سید شاہ محمد قادری نے بھی داعیٔ اجل کو لبیک کہا۔

بیان کیا جاتا ہے کہ حاکم مدینہ کو حضرت نبی کریم صلعم کا اشارہ ہوا کہ آپ کو جنت البقیع میں دفن کیا جائے۔ چنانچہ آپکی اور آپ کے ہمشیرزادہ کی نماز جنازہ مسجد نبوی میں بعد نماز جمعہ ادا ہوئی۔ اور جنت البقیع میں حضرت امام حسنؓ کی پائیں میں آپ کو دفن کیا گیا۔ ایک روایت کے مطابق ستر ہزار اشخاص آپ کے جنازہ میں شریک تھے۔ "غاب قطب القوم" مادہ تاریخ وفات ہے۔
۱۲۸۹

یہ قطعہ تاریخ وفات مصنفہ مولانا عبدالرحیم ضیاء خلیفہ قطب ویلوری درج ذیل ہے۔

آں پیر حمی ملت دریں کنز وجود او | علم و عمل چو عنبر و بو خبر و ہم شدہ
شوق اولئے حج مکہ رحو جوشش او | پایان عمر عازم طوف حرم شدہ
ہر چند اشتداد مرض ساختش زبوں | فارغ ز عزم خود بہ ثبات قدم شدہ

(بقیہ حاشیہ) جن کی سند آپ نے اپنی تصانیف میں پیش فرمائی ہے۔ اس خاندان سے رشتہ ازدواج بھی قائم رہا ہے۔ ۵ کرنول میں حضرت سید شاہ عبداللطیف حموی (معاصر عبداللہ قطب شاہ) وغیرہ کے مزارات ہیں۔ حضرت غوث اعظم کی اولاد سے تھے۔

۱؎ تذکرہ روضۃ الاولیاء بیجاپور ترجمہ شاہ سیف اللہ مطبوعہ

۲؎ رسالہ اردو پاکستان مضمون احقر خوان لیغا۔ مصنفہ شاہ طاہر۔ ۳؎ اقطاب ویلور ص ۶۳-۶۲-۹۱ مطبوعہ

زیں پس پئے زیارت جد بزرگوار — ور بندِ انتظار زوالِ الم شدہ
بانگِ تعال یا ولدی خورد تا بگوش — سرتا بپا بجواب زبان نغم شدہ
آخر بذوق مائدہ نعمت وصال — داخل بروضۂ شہ گردوں خم شدہ
از بعد استفاضہ کہ تا ہفتہ می نمود — مامور بر اقامت عین ارم شدہ
ہم ظاہر آز قبۂ فرزند فاطمہ — قرب جوار یافتہ و محترم شدہ
از روئے ایں اشارہ منیا سال آں نوشت — مقبول بارگاہ شفیع الامم شدہ

۱۲۸۹ھ

سید محمد علی رامپوری (خلیفہ حضرت سید احمد شہید) ماہ محرم ۱۲۴۵ھ کی ابتدا میں مدراس تشریف لائے۔ ۸ار محرم کو نواب عظیم جاہ سے ملاقات کی۔ نواب صاحب نے ان کے لئے کھانے وغیرہ کے سات تورے بھیجے۔ . . ان کے ایک دو وعظ ہوئے تھے کہ ہر طرف سے انہیں وعظ کہنے کے لئے مدعو کیا جانے لگا۔ وہ ہر جگہ نئے انداز سے اتباعِ کتاب و سنت اور ردّ شرک و بدعات پر وعظ کہتے جا رہے تھے۔ بے شمار آدمی ان کی مجلس وعظ میں شریک ہوتے تھے۔ اور اختتام پر ان سے ملاقات کرتے تھے۔ اور بعض ان کے ہاتھ پر اپنے گناہوں سے توبہ کرتے تھے۔ امراء و عمائدینِ شہر رقص و سرود اور لہو و لعب کی محفلوں میں سرمست تھے۔ ان لوگوں نے ان کی شہرت سنی تو محض آزمانے کی خاطر ان کی مجلس میں شریک ہونے لگے۔ ان کے وعظ کا ان پر اتنا اثر ہوتا تھا کہ وہ خود بخود ان کے پاس پہنچکر ان کے مرید ہو جاتے تھے۔

(از خانوادۂ قاضی بدر الدولہ مرتبہ مولانا محمد یوسف کوکنی)